رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل

بدر

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء ۴ جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ | نمبر (۲۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۳۰ ستمبر کو معہ جمیع متعلقین و خدام دوپہر کی گاڑی سے رونق افروز دارالامان ہوئے۔ حضور کے استقبال کے لئے تمام احباب معہ دیگر احمدی اصحاب کے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ جہاں قریباً نصف گھنٹہ سے زائد مصافحے ہوتے رہے۔ اور حضور اتنے دیر کھڑے رہے۔

درخواست دعا:۔ مولوی محمد الدین صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر و مدرس تہالی ضلع بگرات سے اپنے نوجوان لخت جگر کی صحت و کامیابی کے لئے مندرجہ ذیل عرضداشت احباب کی خدمت میں بغرض فاروق ارسال کرتے ہیں۔ میرا بچہ عزیز محمد احمد دوران امتحان میں اس قدر بیماری اسہال و مروڑہ میں سخت مبتلا ہو گیا تھا۔ خدا کے فضل سے اسی حالت میں امتحان اس نے دیدیا ہے۔ اور اب اس کو گھر میں لے آیا ہوں۔ مگر اس کی بیماری نقاہت اور کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ لہذا احباب دعا کریں۔ کہ مولا کریم میرے عزیز کو کامل صحت عطا فرمائے۔ اور اعلیٰ نمبروں کامیاب

بیاد حبیب

(از حضرت اکمل سلمہ اللہ تعالےٰ)

کوچۂ یار میں دھونی جو رما بیٹھے ہیں
جیتے جی گھر وہی جنت میں بنا بیٹھے ہیں
چھوڑ کر مال و منال و وطن و یار و عزیز
ہم تو جتنے بھی تھے قضیے تھے مٹا بیٹھے ہیں
دیر سے منتظر دستِ کرم ہیں ساقی
اپنے خم خانے سے دو گھونٹ پلا بیٹھے ہیں
شوق کہنہ کے لئے میوۂ نو رس ہے کہاں
گلشنِ حسن کے سب لطف اٹھا بیٹھے ہیں
یہ گھٹائیں مری جذبات کی دنیا میں ہر روز
بجلیاں نت نئی چمکاتی ہیں۔ آ بیٹھے ہیں
اور کیا عرض کریں اکملِ محزوں ان سے
دردِ دل اپنا کئی بار سنا بیٹھے ہیں

الفضل قادیان کا خاتم النبیین نمبر

۲۶ اکتوبر کو سیرت النبی کے جلسے ہونگے۔ اس مبارک تقریب پر ہم الفضل کا ایک خاص نمبر شائع کرنے والے ہیں۔ گذشتہ سال سولہ ہزار کی تعداد میں شائع ہوا تھا۔ اس خاص نمبر میں ملک و ملت کے مشہور فضلاء و علماء و ادباء کے مضامین نظم و نثر حضرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے متعلق ہونگے۔ اور کوشش کی جارہی ہے کہ غیر مذاہب کے سربرآوردہ اہل قلم اصحاب کے مضامین بھی ہوں۔ برادران اسلام سے درخواست ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ کاپیاں منگوا کر حضرت رسالت مآب کے مبارک نام کو بلند کرنیکی خدمت بجالائیں۔ قیمت فی کاپی ۴ ر تجارت پیشہ اشتہار بھجوا کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر الفضل قادیان پنجاب)

یاددہانی:۔ جن خریداران کے نام فاروق کے وی پی حسب اطلاع تشہیری دوم سنہ کے پہنچ گئے ہیں۔ وہ از راہ کرم وصول فرمالیں (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک احمدی نوجوان کا سنسنی خیز قتل

مرحوم مرزا پیر خان ایک با اخلاق نوجوان تھا۔ تحصیل ایبٹ آباد میں اس نے انٹرنس کی تعلیم سے فراغت پاکر پشاور کالجیٹ میں فیس ادا کر کے ایف اے میں داخل ہوکر جولائی کی تعطیلوں میں گھر چلا آتا تھا۔ اور ۱۹۲۷ء میں اس نے بیعت کی تھی۔ عمر تقریباً اٹھارہ سال کی تھی۔ اور ۱۹۲۹ء میں ہمارے ساتھ قادیان جلسہ میں آکر دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں بیعت سے مشرف ہوا۔ واپسی پر اس کا ایسا تزکیہ ہوا۔ باقی جماعت دنگ رہ گئی تھی۔ قرآنی آیات کی تفسیر کرنے میں باقی جماعت سے گوئے سبقت لے گیا تھا۔ اس کے بھولے بھالے منہ سے حکمت کے انمول موتی ٹپکتے تھے۔ ۲۹ء کی صبح کو دس بجے کو ایک معمولی بات پر دو وحشیوں نے اُسے پتھروں سے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی ایک بیوہ رہ گئی ہے۔ بچہ کوئی بھی نہیں ہے اس کے مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت کریں۔ اور پس ماندگان کو خدا صبر جمیل عطا فرمائے۔ ملزم گرفتار ہو چکے ہیں۔

(خواجہ فضل کریم شاپ کیپر سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بالاکوٹ)

مرغی اور اسکے انڈوں کی تجارت

زمانہ قدیم سے ہندوستان اور دیگر ممالک میں گھروں میں مرغیاں پالنے کا رواج چلا آتا ہے۔ دراصل مرغیاں پالنے کا رواج پہلے پہل ہندوستان ہی میں شروع ہوا تھا۔ اور سُرخ رنگ کا مرغ بھی ابتدا میں ہندوستان میں ہی پایا گیا تھا۔

اب آپ خیال کریں۔ کہ کتنے عرصہ سے مرغیوں کا گھروں میں پالنا چلا آرہا ہے۔ مگر پھر بھی ہمارے ملک کی مرغیاں دوسرے ممالک کی مرغیوں کے مقابلے میں اگر سچ پوچھو تو پاسنگ بھی نہیں ہیں۔

ہمارے یہاں جو مرغیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کا وزن بمشکل تمام ایک سیر سے زیادہ ہوگا۔ اور انڈے جو یہاں اوّل درجہ خیال کئے جاتے ہیں۔ وزن میں نصف چھٹانک ہوتے ہیں۔ مرغی سال بھر میں جو انڈے دیتی ہے۔ ان کی تعداد بمشکل ہی ساٹھ تک پہنچتی ہے۔ برعکس اس کے ولایتی مرغیاں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں۔ وزن میں تین سے چار سیر اور عام انڈوں کا وزن ایک چھٹانک ہوتا ہے۔ بعض انڈے تو وزن میں ایک چھٹانک سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں۔ انڈوں کی سالانہ مقدار ایک سو پچاس سے دو سو تک ہوتی ہے۔

ہم اپنے ملک کی مرغیوں کو بھی ایسی ہی بنا سکتے ہیں۔ جیسی کہ ممالک غیر کی ہیں۔ مگر کوشش شرط ہے۔ مرغیوں کی ترقی ہمارا ذریعہ معاش بن سکتی ہے۔ خاصکر دیہاتی لوگ اس ترقی سے ازحد فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ فرصت کا وقت مرغیوں کی پرورش کرنے میں گذار دیئے۔ تو ایک پنتھ دو کاج والا معاملہ ہوگا۔ یعنی ایک تو وقت بڑے آرام سے کٹے گا۔ دوسرے اسی وقت میں ہم روپیہ کمانے کا کام بھی کرتے رہیں گے۔

مالی معاوضہ کے لئے اگر کوئی صاحب نو عمدہ اور موٹی تازہ مرغیاں اور ایک مُرغ رکھے۔ تو سال میں جبکہ ایک سو پچاس انڈے دیتی ہو۔ تیرہ سو پچاس انڈے حاصل کر سکتا ہے۔ اب اگر وہ ایک ہزار انڈوں کو فروخت کر دے۔ اور باقی ماندہ انڈوں کے بچے نکلوالے۔ اور ان دو سالہ پرانی مرغیوں کو عمدہ خوراک کھلا کر اور موٹی تازہ بنا کر گوشت خوروں کے ہاتھ فروخت کر دے تو بہت نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اگر مرغیاں گھر میں رکھ لی جائیں اور مندرجہ بالا طریقہ عمل میں لایا جائے۔ تو ایک آدمی معمولی طور پر پانچسو روپیہ سالانہ کما سکتا ہے۔

اکثر دفعہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بعض اصحاب بغیر کسی قسم کی واقفیت کے ہی اعلیٰ پیمانہ پر کام شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ پس لازم ہے۔ کہ کام شروع کرنے سے پہلے تجربہ حاصل کیا جائے۔ بغیر تجربہ حاصل کئے کسی چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی انسان کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ تجربہ حاصل کرنیکے لئے پہلے پہل جب کام شروع کیا جائے۔ تو بالکل معمولی پیمانے پر جاری کیا جائے۔

زمینداروں کو مرغی خانہ جاری کرنے میں کسی طرح کی بھی دقت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے پاس مکئی۔ گیہوں۔ سبزی ساگ پات وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں۔ بوجہ زیادتی بہت سا حصہ خراب ہو جاتا ہے۔ مگر مرغیاں ایسی چیزوں کو بڑے شوق سے کھاتی ہیں۔ اس لئے اگر کسان لوگ مرغیاں رکھیں۔ تو انہیں کسی طرح کے خرچ کا زیر بار نہیں ہونا پڑے گا۔

مرغی خانہ جاری کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ مرغیاں جو خریدی گئی ہیں۔ وہ اعلیٰ نسل رکھتی ہیں۔ یا کسی کم نسل سے ہیں۔ اگر مرغیوں کی نسل اچھی نہیں ہے۔ تو ایسی مرغیوں کا رکھنا یا نہ رکھنا یکساں ہے۔ عموماً مرغیاں پالنے کے دو سب سے بڑی اغراض ہیں۔ اوّل یہ کہ ان سے انڈے حاصل کئے جائیں۔ دوسرے گوشت۔ اگر آپ عمدہ اور ارزاں انڈے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو پھر نیلی مرغیاں جو وائٹ لیگبار ان کی نسل سے ہوتی ہیں خریدیئے۔ اس نسل کو باقی سب نسلوں پر فوقیت حاصل ہے۔ اس سے اتر کر دوسرا درجہ بلیک مانز کا نسل ہے۔ وائٹ لیگبار اور بلیک مانز کا سال میں ایک سو پچاس سے دو سو کی تعداد تک انڈے دیتی ہے۔ مگر ان ہر دو اقسام کی مرغیوں کی یہ عادت ہے۔ کہ خود انڈوں پر نہیں بیٹھتیں۔

عمدہ گوشت حاصل کرنے کے لئے چٹ گاؤں کی مرغیاں بہت اچھی ہیں۔ دیکھنے میں بڑی خوشنما اور خوش مزاج ہوتی ہیں قد کے لحاظ سے تو ہماری دیسی مرغیاں ان کے بالمقابل کچھ بھی نہیں ہیں۔ اگر اصلی نسل کی مرغیاں خریدنے میں کسی طرح کی تکلیف محسوس ہو تو موڈل پولٹری فارم لکھنو سے طلب کیجئے یہاں سے آپ حسب منشا مرغیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ مرغیوں کی بابت اگر کسی قسم کے صلاح و مشورہ کی ضرورت ہو۔ تو ماہر فن پرورش مرغیاں گورنمنٹ پنجاب گورداسپور یا میسرز اے کے فاکس سیکرٹری ممالک متحدہ پولٹری ایسوسی ایشن لکھنو سے خط و کتابت کریں۔ میسرز فاکس نے ایک مختصر سی کتاب مگر پُر از معلومات بنام مرغیوں کا رکھ رکھاؤ لکھی ہے۔ جس کی قیمت معمولی ہے۔

(اس کتاب کا مطالعہ مرغیوں کے شائقین کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ محکمہ زراعت پنجاب نے بھی ایک کتاب مرغیوں کی پرورش پر شائع کی ہے۔ جو گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ پریس لاہور سے مفت مل سکتی ہے۔ ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۷ راکتوبر ۱۹۳۰ء

کلام الامام ابن المسیح موعود علیہ السلام

رشتے ناطے

"اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار"

"چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی اور عنقریب بفضلِ تعالےٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے۔ اس لئے قرینِ مصلحت معلوم ہوا۔ کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہلِ اقارب کے بداثر اور بدنتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیرِ سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ان سے ہماری جماعت کے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں۔ کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے۔ جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجّال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ انتباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے۔ جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکے کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں۔ جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو۔ اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں۔ تو اس صورت میں اُن پر لازم ہوگا۔ کہ وہ ہمیں اجازت دیں۔ کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلّی رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کرینگے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا۔ کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہلِ رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں۔ جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا۔ کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور دیندار بھی ہوں۔ اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائیگی۔ اور وقتاً فوقتاً غیبی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائیگی۔ اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائیگی۔ جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے۔ کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیج دیں۔ تا وہ کتاب میں درج ہو جاویں۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ از قادیان ۷ رجون ۱۸۹۸ء

مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھے گا

(۱)

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے۔ کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے باوجود ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گذاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضؓ ان سے ملنے کو گئے۔ تو اویس نے فرمایا۔ کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں۔ اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی۔ اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں۔ جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں۔ اور والدہ کا نام ایسی بُری طرح لیتے ہیں۔ کہ رذیل قومیں بھی شرما جائیں۔ کہ ہم بھی کم لیتے ہونگے۔

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو طیار رہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے۔ ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔" (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک نہایت مخلصانہ مشورہ

موجودہ شورش میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

(از)

برادران! السلام علیکم۔ کسی ایسے ملک کے لئے جو ابھی ترقی اور تہذیب کے ابتدائی منازل طے کر رہا ہو۔ شورش اور بدامنی نہایت خطرناک چیز ہے۔ کیونکہ جب تک کامل امن و امان اور سکون حاصل نہ ہو۔ انسانی دل و دماغ پوری توجہ اور انہماک سے کسی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ ہندوستان کا انتہا پسند طبقہ اس اصول کی خلاف ورزی پر تلا ہوا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندوستان جو صدیوں کی تاریکی اور جہالت میں غرق رہنے کے بعد اب ہوش میں آ رہا ہے اور بلندی اور عروج پر پہنچنے کے لئے ابھی ابتدائی منازل طے کر رہا ہے اس کی ترقی بہت پیچھے جا پڑے گی۔

دنیا میں شاذ ہی کوئی انسان ایسا ہو۔ جو صحیح دماغ اور ہوش و حواس رکھتے ہوئے آزادی کی قدر کو نہ پہچانے اور دوسروں کی غلامی اور محکومیت کو باعث تذلیل نہ خیال کرے۔ لیکن تمام پہلوؤں پر کامل غور و خوض کے بغیر اندھا دھند کسی بات کے پیچھے ایک غلط طریق سے لگ جانا بھی شیوۂ دانشمندی نہیں۔

ہندوستان کو آزادی ملنی چاہیئے اور ضرور ملنی چاہیئے

لیکن اس کے حصول کے ذرائع اور راستے تجویز کرتے وقت ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ کشمکش۔ انتشار اور پستی کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ ہندوستان کے بعض شوریدہ سر رہنما جس غیر مآل اندیشانہ طریق پر ملک کو ایک ایسے خطرناک راستے پر لے جا رہے ہیں جس کے نتائج ابھی سے رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ پشاور اور شولاپور کے خطرناک حالات اور چٹاگانگ اور رنگون کے روح فرسا واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ مدراس۔ بمبئی۔ دہلی۔ کلکتہ اور کئی اور مقامات کے واقعات ہمارے لئے کافی عبرت کا سامان رکھتے ہیں۔ اندریں حالات اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ ہندوستانی خواہ لاکھ سر ماریں۔ اور کروڑوں جتن کریں۔ وہ انگریزوں کو زبردستی ہندوستان سے یک قلم باہر نہیں نکال سکتے گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اس قدر غلط تخمینہ لگانا کہ وہ "چرخہ کی گھوں گھوں" کی آواز سن کر یا "انقلاب زندہ باد" کے نعروں سے حواس باختہ ہو کر ہندوستان کو چھوڑ بھاگیگی اس کی بہادری کا نہایت غلط تخمینہ ہے۔ اور اپنی جہالت اور بزدلی بلکہ اندرونی کمزوری کا نہایت خطرناک اظہار ہے گویا ہمارے خیالات اس قدر پست ہیں۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ایک بہادر قوم ہماری ایسی خفیف گیدڑ بھبکیوں سے ڈر کر بھی ہندوستان جیسی ایک گرانبہا جائداد کو چھوڑ کر جا سکتی ہے؟ ؎

"ایں خیال است و محال است و جنوں"

پھر ایک ایسے ناممکن اور محال امر کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل تجویز کرنا جس کے نقصانات یقینی اور لاتعداد ہوں دانشمندانہ فعل نہیں کہلا سکتا۔

ہم ایک فطرتی مذہب کے پابند ہیں۔ اور قرآنی تعلیم اس پر شاہد اور ناطق ہے۔ کہ کوئی قوم جب تک اپنے اخلاق اور اوضاع و اطوار میں اصلاح کر کے اپنے آپ کو اس بات کا اہل نہ بنا دے۔ کہ وہ حکمرانی کے قابل ہو سکے۔ خداوند تعالےٰ ایک ملک کی عنان حکومت اس کے ہاتھ میں نہیں دیتا۔ اور رعایا کے لاکھوں اور کروڑوں نفوس کی قسمت کا فیصلہ اور اُن کی سیاہ و سفید کی نگرانی اس کے قبضہ میں نہیں دیتا۔ انگریز لوگ برسر حکومت ہیں۔ تو یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ خدا کی نظر میں جس کی عالی شان دربار سے حکومتیں ملتی ہیں۔ وہ اس بات کے اہل ہیں۔ کہ حکومت کریں۔ تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ جب تک ایک قوم میں حکومت کی اہلیت موجود رہی۔ وہ برسر حکومت اور سلطنت رہی۔ لیکن جونہی حکمرانی کے لئے ضروری خصوصیت اور اہلیت کو ہاتھ سے کھو بیٹھی۔ عنان حکومت بھی اُس کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ یہ ایسی بدیہی بات ہے۔ کہ اس پر کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں ہے ہند میں حکومتِ مغلیہ اور پنجاب میں سکھ حکومت کی مثالیں اس بارے میں ہمارے سامنے ہیں۔ اور نہایت عمدگی کے ساتھ اس الٰہی اصول کی طرف ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے اخلاق میں ترقی نہ کریں۔ سوراج کا خیال ایک وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور سول نافرمانی۔ عدم تعاون۔ اور برائے نام عدم تشدد۔ اور ستیہ گرہ کی تحریکیں اپنی تفصیل میں اخلاق کو گرانے والی ہیں۔ نہ کہ بلند کرنے والی۔

لہٰذا ہم نہایت محبت و پیار کے ساتھ مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ آزادی حاصل کرنے کی ضرور کوشش کی جائے۔ لیکن اس کے ذرائع آئینی ہونے چاہئیں۔ اور جدوجہد مخلصانہ ہونی چاہیئے۔ تاکہ ملک کی فضا ہنگامی جذبات اور شورش سے معمور ہو کر ایسے نتائج نہ پیدا کرے جو بجائے فائدہ کے ملک کی ترقیات میں مانع ہوں۔

اسلام شورش اور ملکی امن کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے اگر ہندو اس خطرناک پروگرام سے نہ بھی پرہیز کریں۔ تو بھی مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس راستہ سے بکلی اجتناب کریں۔ اور آزادی کے لئے اپنی تمام کوششوں اور قوتوں کو آئینی جدوجہد تک محدود رکھیں۔ اب جب کہ گول میز کانفرنس کے لئے ۲۰/۱۰/۱۹۳۰ء کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ اور اعلان ہو چکا ہے۔ کہ اس کانفرنس میں تمام اقوام کو نمائندگی کا حق دیا جائے گا۔ مسلمانوں کو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور مولانا محمد یعقوب صاحب پریذیڈنٹ اسمبلی کے مخلصانہ مشورہ کے مطابق کہ:۔

"مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے آپ کو منظم کریں اور متفقہ طور پر اپنے مطالبات پیش کریں"

اپنے آپ کو منظم کر کے اپنے صحیح نمائندگان کا انتخاب کر کے کانفرنس میں اُن کے ذریعہ سے اپنے مطالبات پیش کرنے چاہئیں۔ اللہ پاک آپ کا حامی و ناصر ہو۔

المشتہر:۔ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

بجا شکایت

نہایت افسوس ہے۔ کہ باوجود فارق میں تین بار وی پی کرنے سے پہلے اطلاع شائع کر دینے کے پھر بھی بعض دوستوں نے وی پی واپس کر دیئے۔ مگر آپ نے دو پیسہ خرچ کر کے ایک کارڈ لکھ دینا گوارا نہ کیا۔

... اور فارق کے دو نمبر وی پی پر ناحق خرچ کروا کر نقصان پہنچایا۔ (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن،

سیقول عدوّلست مرسلاً

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت پیام لاہور سے چند معروضات

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کی دیگر ہم نوا پارٹی کا اہم مقصد آج کل حضرت جری اللہ فی حل الانبیاء جناب سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کی تردید ہے بلکہ اس کام کو جناب مولانا اور ان کے رفقاء خصوصاً دانوی معاند نجس کو کہ کسی زمانہ میں جبکہ وہ کشمیر میں بمقام چک امیر تھا۔ مہمان نوازی کی پر لطف غذائیں اور چار قہوہ نفت نوش کر کے ملہم من اللہ اور امیر المومنین بننے کا کمال اشتیاق تھا۔ جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر تردید نبوت و رسالت جناب مسیح موعودؑ میں کئی ایک رسالے اور کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان کی لوکل تحریریں اور رسالے اور اخبار اس بات میں ڈوبے نظر آتے ہیں۔ اور نہ معلوم کہ ابھی یہ حضرات معہ اپنے "امیر ایدہ اللہ" کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی الجھن میں کہاں سے کہاں تک بڑھتے جائینگے زیادہ تعجب تو اس بات کا ہے۔ کہ جناب مولانا اور ان کے دیگر رفقاء کو خلافت ثانیہ کے حسد و بغض نے اپنے پیر و مرشد کی نبوت سے بھی بالکل انکار کرا کر بجائے مخلص مریدین بننے کے الٹا دشمن بنا دیا۔ آہ حسد اور بغض کا بیڑہ غرق۔ ایک زمانہ تو وہ تھا۔ کہ انہی لوگوں نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو کھلے طور پر دنیائے عالم میں پیش کیا۔ لیکن حیرت کا مقام ہے۔ کہ آج یہی لوگ معہ اپنے ایم۔ اے امیر کے اس صادق مدعی نبوت و رسالت کے خطرناک دشمن ہیں۔ آہ ان کے یزیدی حملوں نے ایک طوفان محشر خیز بپا کر رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی ہتک اور اہل بیت کی ہتک اور ان کی بدگوئی اور طعن و تشنیع کرنی انہوں نے موجب ثواب جانی ہے۔ ان کی جتنی تحریریں یا کہ رسالے یا اخبار جاری ہیں۔ سب اسی مد میں وقف ہیں۔ یزید بیچارہ تو بدنام ہے۔ یہ یہ دوست اور نبوت مسیح موعودؑ کے پرانے حامی پیارے محمودؓ کی خلافت کی عداوت کی وجہ سے یزید اوّل سے بھی کہیں دور بازی لے گئے ہیں۔ فتدبر الخ

خداوند کریم علام الغیوب اور لاریب ہستی ہے۔ اس نے قبل ہی اس عداوت اور دشمنی کی خبر اپنے پیارے مسیح موعودؑ کو بذریعہ وحی دی تھی۔ کہ سیقول عدواً لست مرسلاً الخ کیا اس وحی الٰہی کے پورا ہونے میں ابھی کوئی کسر ہے۔ اخبار مباہلہ کے خفیہ معاونین کون ہیں۔ اخبار پیغام جنگ کے حامی کون ہیں۔ مدعی نبوت مسیح موعودؑ کو دجال نام رکھنے والے کون ہیں۔ اہل بیت حضرت مسیح موعود علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تبرا بازی کرنے میں ابھی کوئی کسر باقی ہے۔ تو ذرا ہمارے دیرینہ محسن کش پرانے مہمان امیر المومنین محمدیا ملن کے رسالہ مسیح ہندوستان کو دیکھ لو۔ کہ کہاں تک عداوت محمود نے ان کو پہنچا دیا ہے ہمارے محسن کش دیرینہ بھائیوں نے جو کچھ زہر اہل بیت حضرت مسیح موعود پر اگلا ہے۔ یا جو دشمنی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی اختیار کی ہے۔ اس سے دنیائے عالم بالخصوص جماعت احمدیہ کا بچہ بچہ واقف ہے۔ اور ہمارے محسن کش دوستوں کا لوکل لٹریچر شروع سے اسی دشمنی میں وقف ہے۔ ان کی ان تحریرات اور لچر یزیدانہ حملوں کا کہاں تک ذکر کیا جاوے۔ ان کے اقتباسات کا اندراج کرنا بھی باعث طوالت ہے۔ کئی دفعہ ان بزرگوں کو دندان شکن جواب بھی دیئے گئے۔ لیکن پھر بھی وہی پرانی لکیر کے فقیر بنے ہیں۔ اور اپنے پرانے عقیدہ نبوت کو تبدیل کر کے ایک دوسرے پیرایہ میں پیش کر کے اس کی تردید کی جاتی ہے۔ میرے اس مضمون کے مخاطب جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر پیغام جو کہ زمانہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہمارے واجب الاحترام بزرگ تھے ہیں۔ اور جو کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایک مدت دراز تک ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اور جن کی زیر ارادت قادیان شریف سے یہ رسالہ جاری ہوا تھا۔ ان کا رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ ع ۳ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۷ء میرے زیر مطالعہ ہے اس میں آپ کا مضمون بعنوان "آخری زمانہ کا مصلح" مجھ کو پڑھکر آپ کی اس مزید تبدیلی عقائد نبوت پر حیرانی ہوتی ہے۔ جناب مولانا ۱۹۰۷ء میں تو آپ حضرت مسیح موعودؑ کو کھلے بندوں ساری دنیا میں رسول اور پیغمبر آخر زماں وغیرہ ناموں سے پیش کرتے تھے۔ لیکن آج وہ وقت ہے۔ کہ عداوت محمودؓ نے اسی قلم سے بجائے رسول اور پیغمبر آخر زماں وغیرہ ناموں کے جن کو کہ آپ نے حضرت مسیح موعود پر بمطابق کلام خدا اور احادیث نبوی چسپاں کیا تھا۔ اسی مدعی نبوت (مسیح موعودؑ) کو اپنی مختلف تحریروں خصوصاً کتاب "النبوۃ فی الاسلام" میں کافر دجال وغیرہ ناموں سے موسوم اور یاد کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۹۰۷ء کا مولوی محمد علی

اسلئے جناب کی خدمت میں چند ایک معروضات حسب ذیل درج کر کے التماس کرتا ہوں۔ کہ جناب ان کا جواب اظہار حق کے لئے بذریعہ ڈاک یا کہ بذریعہ اخبار "پیغام صلح" شائع کر کے راقم کے نام ارسال فرماویں لیکن یہ عرض کرنا بھی معیوب نہ ہوگا۔ کہ لاریب جناب ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول اور نبی برحق اور پیغمبر آخر زمان بمثل انبیاء ماسبق یقین کرتے تھے۔ آپ حلف مؤکد بعذاب سے تحریر فرماویں۔ کہ درباره نبوت مسیح موعود علیہ السلام آپ کا ہمیشہ سے یہی عقیدہ رہا ہے۔ جو آج ہے۔ اور اس عقیدہ میں آپ نے شروع بیعت سے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اگر جناب کی جانب سے اس پیرایہ میں جواب شائع نہ ہوا۔ تو پھر یہ بات سمجھی جائیگی۔ کہ آپ فی الحقیقت جناب حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کو نبی اور رسول اور پیغمبر بمنزلہ انبیاء سابقین خیال فرماتے تھے۔

معروضات جواب طلب

(۱) ریویو آف ریلیجنز جلد ۶ ع ۳ بابت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہ مارچ ۱۹۰۷ء میں بعنوان "آخری زمانہ کا مصلح" خطاب یوں فرماتے ہیں:۔

"اور اہل ہنود میں اس زمانہ کا نام "کلجگ" رکھا ہے ان تمام الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس سے وہ زمانہ ہے۔ جو آدم سے چھ ہزار برس بعد آنے والا ہے اور خود طبیعتیں بتا رہی ہیں۔ کہ یہ وہی آخری دن ہیں۔ جن کا وعدہ دیا گیا تھا۔ ان کے ماسوا ہر ایک مذہب میں اور بھی بعض اور قرائن ایسے پائے جاتے ہیں۔ جن سے یہ زمانہ معین کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام پیشگوئیاں۔ اس امر پر متفق ہیں۔ کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جب کہ دنیا۔ بدی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور و شور سے جمع ہو جائیں گی۔ جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو۔ اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے۔ کہ موعود پیغمبر کے (حضرت مسیح موعودؑ) کے نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان اس وقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا۔ اور آخر کار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائیگی۔ چنانچہ زرتشتی مذہب کی پیشگوئیوں کی رو سے اس موعود مسعودؑ (مسیح موعودؑ) کے نزول کے وقت شیطان قطعی اور آخری طور پر ہو کر تباہ کیا جاویگا۔ اور دنیا ایک نیا رنگ اختیار کریگی۔ اس نئے دور میں ابدی خوشی کی حکومت تمام دنیا پر قائم ہو جائیگی"۔

کیوں مولانا خدا کو حاضر ناظر جان کر کہنا۔ کہ یہ الفاظ اسی قلم سے ہیں۔ جس سے کہ النبوۃ فی الاسلام تحریر کر کے مدعی نبوت (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو بعد میں کافر و دجال لکھا ہے؟ آخر وہ موعود مسعود اور "پیغمبر آخر زمان" اور "رسول موعود" کن بلاد میں ظاہر ہوا تھا۔ نیکی اور بدی اور خدا پرستی کی جنگ کب واقع ہوئی تھی۔ آخر وہ کلجگ کہاں پیدا ہوا۔ آخر آدم سے چھ ہزار برس بعد آنے والا تو معاذ اللہ میاں دانوی یا پیر گیلانی تو نہیں۔ انصاف سے بتلانا۔ کہ اب تبدیلی عقائد درباره نبوت مسیح موعود کس فریق نے کی ہے۔ آپ کو اسی قلم سے ہیں۔ جس سے کہ النبوۃ فی الاسلام تحریر کر کے مدعی نبوت (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو بعد میں کافر و دجال لکھا ہے؟ آخر وہ موعود مسعود اور "پیغمبر آخر زمان" اور "رسول موعود" کن بلاد میں ظاہر ہوا تھا۔ نیکی اور بدی اور خدا پرستی کی جنگ کب واقع ہوئی تھی۔ آخر وہ کلجگ کہاں پیدا ہوا۔ آخر آدم سے چھ ہزار برس بعد آنے والا تو معاذ اللہ میاں دانوی یا پیر گیلانی تو نہیں۔ انصاف سے بتلانا۔ کہ اب تبدیلی عقائد درباره نبوت مسیح موعود کس فریق نے کی ہے۔ آپ کو سب سے پہلے اس بات کا یقینی طور پر حلف موکد بعذاب کرنا ہوگا۔ کہ میں (مولوی محمد علی) سنہ ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود جناب احمد قادیانی علیہ السلام کو ہرگز بھی پیغمبر آخر زمان موعود پیغمبر موعود مسعود شفیع تسلیم نہیں کرتا تھا۔ اور جو کچھ میرا عقیدہ تھا۔ وہ موجودہ عقیدہ تھا۔ اے مالک ارض و سما اگر میں (مولوی محمد علی) نے اپنے سابقہ عقیدہ درباره نبوت مسیح موعود میں کچھ تغیر تبدل کیا ہے۔ تو مجھے جلد عذاب میں مبتلا کر تا خود ہی معاملہ حل ہو جاویگا"۔

دوسری عرض

جناب مولوی صاحب آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کو فارسی الاصل (رجلٌ من ابناء فارس) حدیث کے نیچے رکھکر اس آیت قرآنی کا جو کہ سورہ جمعہ میں ہے اس طرح مصداق قرار دیا ہے:۔

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ط وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم الخ۔ ترجمہ:۔ خدا تو وہ ہے جس نے امی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا۔ کہ انہیں اس کی آیات سنائے۔ اور انہیں پاک بنائے۔ اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے۔ گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی (جماعت احمدیہ) وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے ہمرنگ ہوگی (صحابہؓ) اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ (آنحضرتؐ جیسا نبی) جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا۔ اور انہیں پاک بنائے گا۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیگا۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے"۔

یہ ترجمہ خود مولانا نے کیا۔ پھر مولانا اسی کے خاتمہ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"زمخشری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تو لوگوں نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ یہ آخرین منھم سے کونسی قوم مراد ہے۔ اس پر آنحضور پرنور صلعم نے سلمان فارسی کے کاندھوں پر ہاتھ رکھکر فرمایا۔ لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجلٌ من ابناء فارس۔ یعنی اگر ایمان اٹھا یا جاکر ثریا میں معلق ہوگا۔ تو ان فارسی لوگوں میں سے ایک شخص ایسا اٹھے گا۔ کہ وہ وہاں سے بھی ایمان واپس لے آئیگا۔ آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ (مراد حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام) انہیں آخرین کہا گیا ہے۔ اور یہی وہ لفظ ہے۔ جو بجنسہٖ یا جس کے مترادف الفاظ ان تمام پیشگوئیوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ جو مسیح موعود کے نزول کے متعلق ہیں۔ ان تمام باتوں سے اور نیز اس آیت کی اس تفسیر سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔ کہ شخص فارسی الاصل جو اسلامی پیشگوئیوں میں لکھا ہے۔ وہ مسیح موعودؑ خاتم الخلفاء کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا"۔

جناب مولانا یہ عبارت کسی تشریح اور تنقیح کی محتاج نہیں۔ جناب کا ۱۹۰۷ء کا فیصلہ ہی اس بات کا شاہد ناطق ہے۔ کہ جناب والا حضرت احمد قادیانی کو بلا کسی چون و چرا کے فارسی الاصل نبی تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کے ترجمہ سے جماعت احمدیہ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کے مساوی ہے۔ کیونکہ جناب نے اپنی ۱۹۰۷ء والی تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک قرار دیکر اسی طرح کا نبی تسلیم کیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اور صحابہ کرام میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں رکھا۔ اور جناب کی جملہ عبارت میں سوائے مسیح موعود علیہ السلام کے اور کسی صلحاء امت کو ان جملہ پیشگوئیوں کا مصداق نہیں ٹھہرایا گیا۔ نامعلوم کہ اب جناب کو بلڈ مگس منگلہ میں پہنچکر اس فارسی الاصل نبی کی نبوت میں کیوں مزید رنگ آمیزی اور تردید کرنی پڑی۔ اور اس فارسی الاصل نبی کو اب معمولی سے معمولی مجدد بھی لکھنا یا تسلیم کرنا آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اور آپ کے رفقاء خصوصاً (امیر المومنین محمد یامین داتوی) اور اس کا ہمسایہ محسن کش پیر گیلانی جس نے کہ اہل بیت مسیح موعودؑ کی تبرا بازی کرنے میں لنگر لنگوٹا کیا ہوا ہے۔ بلکہ باعث ہتک اور رسم قاتل جیسا نظر آتا ہے۔ کیا اتنی محسن کشی۔ کیا یہ جناب کی اپنی تحریر نہیں آخر کیوں اس ہدایت اور نیکی کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار دیا۔ سچ ہے۔ یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً ؎

منتظر جواب

منشی محمد رحمت اللہ خاں احمدی (عثمانی) ایمبہ ساکن چک ایمبرج ضلع سرینگر۔ کشمیر ؎

لالہ منوہر لعل کو آئندہ وزیر نہ بنایا جائے

(✻)

پنجاب کی تمام اسلامی انجمنوں نے گورنر پنجاب کی خدمت میں میموریل بھیجے ہیں۔ کہ لالہ منوہر لال کو آئندہ وزیر تعلیم ہرگز نہ بنایا جائے۔ تمام معززین صوبہ کی طرف سے ایک عرضداشت بھی گورنر پنجاب کی خدمت میں بھیجی جانے والی ہے۔ جس میں لالہ جی کے زمانہ وزارت کے مسلم حقوق کو میٹ ڈالنے والے تمام حالات پیش کر کے مطالبہ کیا گیا ہے کہ آئندہ وہ کسی قابل مسلمان کو وزیر تعلیم بنایا جائے۔ اس بارہ میں اغلباً مسلمانوں کا ایک وفد بھی گورنر کی خدمت میں پیش ہو کر یہی مطالبہ کریگا۔ کہ لالہ جی کی بے انصافیاں اب اس قدر شہرہ آفاق ہو چکی ہیں۔ کہ حکومت کو ان پر چشم پوشی کرنے کا اب کوئی امکان نہیں رہ گیا ہے۔ اب بھی اگر لالہ منوہر لال کو گورنر پنجاب نے وزیر تعلیم کے عہدہ کے لئے منتخب کیا۔ تو یہ بات مسلمانوں کے رہے سہے حقوق کا گلا کاٹ ڈالنے کے مساوی ہوگا۔ گورنر پنجاب کو مالہ وماعلیہ پر خیال کر کے بہت سوچ اور سمجھ کر اس موقعہ پر وزیر تعلیم کا عہدہ پُر کرنا لازم ہے ؎

درخواست ایک ایک جدید خریدار فاروق کے موجودہ خریدار ضرور عطا فرمائیں (مینجر)

احمدی بنتن،

میں کس طرح احمدی ہوا

در ہیاق ارچہ مہ طالع من بود بنوس
آفتابش نظرے کرد و بجوزا آورد

(✻)

اس جوئے کم مایہ کا سرچشمہ تبارک قریش ہے۔ ایک جاننے والے نے بتا دیا۔ کہ بروز قدرت حق کا ایک کرشمہ ہے۔ جب خدا کی غیرت نے جوش مارا۔ اور چاہا کہ دنیا پر جو کہ ظلمت کی ایک سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی ہے۔ نور کی ایک بارش برسائے۔ تاکہ جہاں اور جہان کے رہنے والوں کو معلوم ہو۔ کہ اس نور علی نور کی چمک دمک اور اس کا پرتو ایک ذرا تخفیف پذیر نہیں ہوا۔ تو سرکش ازل راندۂ درگاہِ الٰہی ابلیس خبیث نے بھی سٹیج پر آکر اپنا پارٹ ادا کرنا شروع کیا۔ ادھر سرور کونین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اپنی پوری تجلی کے ساتھ ..... ذروۂ کوہ عرفان مسیح زمان پر ضیا فگن ہوا۔ ادھر دودمان قریش کی عظمت فرسِ رجع تہقری کی عناں گیر ہوئی۔ اور اسی عرصہ جہل میں جہاں آج سے چودہ سو سال پیشتر محو تاک دودو تھی نعل چمکانے لگی۔ گویا رفتہ کا پورا عکس آئینہ حاضر میں اتر آیا۔

یہاں پنجاب میں ایک نبی اللہ بصوت جہر خدا کا پیغام سنا رہا تھا۔ وہاں سرحد میں ایک طالب حق در و دیوار سے مستفسر تھا۔ کہ کان عود سر حق کو ترس رہے ہیں۔ معلوم ہو تو بتا دو۔ محسوس ہو تو جتا دو سنا ہو تو سنا دو۔ مگر ضمیر کے کان نغمۂ حق سے محروم کے محروم رہے۔ کئی تاروں کو چھیڑا۔ مگر شکستہ نکلے چودھویں صدی کے ھنیا کو حسن داؤدی کے زیر و بم کو ادا نہ کر سکے۔ کئی راگنیاں الاپیں مگر اپنے ہی رنگ میں۔ جب تسلی نہ ہوئی۔ تو نعرۂ بلند رسا کو کنگرہ عرش سے ٹھکرایا کہ ؎

سلیم مرا بجز بے تنک یا وہیچ
جولانگہے بوادی و کوہ و کمر بدہد

ایک انسان کا زندہ آسمان پر جانا اور ایک عجیب الخلقت دجال کا آنا اگر مانا تو محض خوش اعتقادی سے۔ ثبوت عنقا۔ دلیل معدوم۔ دل میں ایک تڑپ تھی۔ قلب بے قرار تھا۔ روح مضطرب تھی۔ راقمی تفکار رہا۔ آخر وہ دن آیا۔ کہ پنجۂ قسمت چشمہ سلسبیل پر کھینچ لایا۔ اور یبلی زدۂ موج سراب کو مئے عرفان کا سیلاب دکھایا ؎

واقعہ یوں ہوا۔ کہ جب میں نے بنوں سے انٹرنس پاس کیا۔ تو کسی سبیل سے ایڈورڈز کالج پشاور میں تحصیل تعلیم شروع ہوئی۔ جب میں نے سیکنڈ ٹیر میں قدم رکھا۔ تو ایک روز (یہ شروع ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے۔) اپنے کمرے میں بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا دروازہ کھلا تھا۔ کہ ایک لڑکا جس کے چمن رخسار پر سنبل ریش نے حاشیہ بندی کی تھی سامنے آکھڑا ہوا کالج کا زمانہ بہت بے باکی کا زمانہ ہوتا ہے۔ دل میں آیا۔ کہ کہدوں کہ بھئی کمرے کی صفائی ہو چکی ہے۔ جاروب سنبھال لیجئے۔ مگر جب سامنے دیکھا۔ تو غنچۂ دہن کھل رہا تھا۔ اور دانت مروارید کی طرح برقی افشانی کر رہے تھے۔ اس لئے خاموش رہا۔

وہاں کسی کے کمرے میں بغیر اجازت داخل ہونا تہذیب کے برخلاف سمجھا جاتا ہے۔ مگر خدا جانے کہ میری روح نے ان کو خوش آمدید کہی اور مجھے معلوم نہ ہوا یا ان کی پاک فطرت نے اس نئی روشنی کی تہذیب کو پچھاڑا۔ اور بیدریغ قدم رنجہ فرما کر خاک اطاق کو رشکِ فردوس بنایا۔ اور یوں ترنم ریز ہوا۔ وہ (جن کا اسم شریف فضل الٰہی ہے۔ سرخ ڈیری پشاور کے باشندے ہیں۔ اس وقت فرسٹ ٹیر میں داخل ہو گئے تھے) آپ کے بشرے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ طالبِ حق ہیں۔ آپ کے سینے میں دل ماہیِ بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ ضرور ملزم فیوض الٰہی ہیں غوطہ لگا کر لآلیِ آبدار نکالیں گے۔ اور احمدیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبول فرمائیں گے ؛

میں نے پہلے کبھی احمدیت کا نام نہیں سنا تھا دنگ رہ گیا۔ سوالِ نہ معلوم کا کیا جواب دیتا۔ ایک لمحہ سوچا۔ پھر زبان چوم کر گویا ہوا۔

میں :۔ یعنی ؟

وہ :۔ یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود پر ایمان لائیں گے ؛

میں :۔ یعنی ؟ (کیونکہ میں ابھی تک اس کا مطلب نہیں سمجھا تھا)

وہ :۔ یعنی خدا اور اس کے پاک رسول نے جو کچھ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ اس کو بجا لائیں گے۔ اور اسلام کے شہسواروں میں داخل ہو جائیں گے ؛

میں نے یہ خیال کیا۔ کہ شاید ان کے گمان میں میں ہندو ہوں۔ اس لئے بہت لجاجت سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان کے گوش گذار کیا۔ وہ یہ سنکر تبسم فرما ہوئے۔ اور کہا

وہ :۔ میں جانتا ہوں۔ کہ آپ کو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے۔ میرا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ جس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کے کہنے پر عمل پیرا ہوں۔ اور امام زمان پر ایمان لائیں۔ اور خدا اور آنحضرت صلعم کی خوشنودی حاصل کریں ؛

میں :۔ امام زمان کون ہیں؟

وہ :۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام قادیانی ؛

میں نے لاحول پڑھا۔ اور برافروختہ ہو کر ان کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا۔ وہ بہت کچھ کہنے لگے۔ مگر میں کب سنتا تھا۔ لفظ قادیانی نے میرے دل پر وہ چھوکر رکھا۔ کہ زہر دماغ تک سرایت کر گیا ؛

چند دن ایسے گذرے۔ کہ وہ میرے آگے حضرت صاحب کا نام دہراتے اور میں نفرت کا اظہار کردوں۔ ایک دن فرمایا۔ کہ شروع میں جن کو اس نام سے زیادہ نفرت ہوتی ہے۔ بعد میں وہی ایسے فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ کہ اس راہ میں سر کٹانا ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ جملہ انہوں نے سنایا۔ اور میں نے سنا۔ ہاں سنا دیکھا اور مانا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا۔ کہ ہماری فٹ بال فرسٹ الیون کا میچ ہوا۔ اور ہم ہار گئے۔ سخت رنج ہوا کیونکہ ان دنوں ہم یونیورسٹی میچ کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ جب گراؤنڈ سے باہر نکلے۔ تو جناب فضل الٰہی صاحب کا سامنا نصیب ہوا فرمانے لگے۔ کہ آپ مسلمان ہیں۔ پیشانی پر بل نہ پڑنے دیں آپ نے دنیا کے لئے نمونہ پیش ہونا ہے۔ صبر اور تحمل سے کام لیں۔ یہ کہکر وہ پھر اپنی لکیر پیٹنے لگے وہ بولتے رہے اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ "مسلمان"۔ "نمونہ"۔ "صبر" ان الفاظ نے میرے دل پر جادو کا اثر کر لیا تھا۔ میں ندامت سے سر جھکائے ان کی بات سنتا رہا۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ کھلے الفاظ میں مدعا کھول کر یوں گل افشاں ہوئے۔ کہ آپ کو چاہیئے۔ کہ حق کے قبول کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر نیک بختوں میں داخل ہو جائیں۔ تو مجھ پر گویا بجلی گری۔ شیطان کا آخری حملہ تھا۔ کامل سخاوت سے مجھے اپنے رنگ میں رنگین کیا۔ میں نے ایسے نامعقول اور گندے الفاظ میں مہدی مسعود کا پیارا اور مقدس نام لیتا ڑا۔ کہ نزدیک تھا۔ کہ آسمان سے بجلی گرے۔ اور مجھ پوچ کو صفحۂ ہستی پر سے حرف غلط کی طرح ملیا میٹ کر دے اُس فرشتہ خصلت کا (اُن پر ہزار آفریں) اگرچہ غصے سے چہرہ انگارہ کی طرح سُرخ ہو رہا تھا۔ مگر خاموش رہا۔ ایک لمحہ کے بعد کہا۔ کہ بس شیطان کا وار ہو چکا۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اب میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں۔ کہ آپ جلدی حق کو قبول کر لیں گے۔ یہ الفاظ نہیں تھے۔ جادو کے تیر تھے۔ واقعی میری زبان پر مہر لگی۔ اپنے کہنے پر پشیمان ہوا۔ اور اندر ہی اندر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا۔ کہ کسی کے بزرگوں کو بُرا بھلا کہنا اخلاق کی کمزوری ہے۔

شام کے کھانے میں وہ میرے ساتھ شریک ہوئے۔ اب چونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ مجھے تھوڑی دیر تک ان کی بات سننی ہی پڑیگی۔ اس لئے حضرت صاحب کے تمام معرکے یکے بعد دیگرے بیان فرمانے لگے۔ لیکھرام کا واقعہ سنایا۔ تو میں چونک پڑا۔ خوف کسوف کا ذکر کیا۔ تو میں نے اُن کی طرف توجہ کے کان پھیر دیئے۔ حضرت صاحب اور ان کے پاک خلفاء کی اسلام نوازی کا ثبوت پیش کرنے لگے۔ تو میں متاثر ہوا۔ کچھ آگے چلے تو مجھے اور سننے کا شوق ہوا۔ وہ بھی دل کھول کر موٹی موٹی باتوں کو اختصاراً بیان کرنے لگے۔ اتنے میں ایک اور صاحب جن کا نام وارث خاں تھا تشریف لائے۔ وہ اگرچہ احمدی نہیں تھے۔ مگر احمدیت کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے تھے فرمانے لگے۔ کہ احمدیت عالمگیر ہوئی جاتی ہے۔ اسلام کے ان سچے معاونوں نے توحید کا وہ صور پھونکا۔ کہ تمام دنیا کے کان گنگ کر دیئے ہیں۔ زمین کے کونے کونے میں ان کی آواز گونج رہی ہے۔ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ اس سلسلے کی بابت اس قدر جاننے کے باوجود آپ نے بیعت نہیں کی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ تعلیم سے فارغ ہونیکے بعد ارادہ ہے۔ کہ اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو جاؤنگا مجھے ان کی بات پر ہنسی آئی سوچا۔ کہ اگر یہ سلسلہ حق ہے تو پھر قبول کرنے میں تاخیر کرنا سخت ظلم ہے۔ پھر میں نے جناب فضل الٰہی صاحب سے عرض کیا۔ کہ مجھے آج رات آپ کی تمام باتوں پر غور کرنا ہے۔ صبح کو اپنا فیصلہ بتا دوں گا ؛

آخر رات کو دیر تک اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا۔ اس لڑکے کے تبلیغی جوش کو دیکھکر میں عش عش کرتا تھا۔ اور سوچتا تھا۔ کہ اگر تمام احمدیوں کا یہی حال ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ ان کا مذہب تمام دنیا کو فتح کرے۔ وفات مسیح پر خوب دماغ خرچ کیا۔ پھر سنت اللہ پر غور کیا۔ غرض ایک ایک بات کو لے کر اس پر دل ہی دل میں بحث کرنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لگا۔ یہانتک کہ مجھے یقین ہوگیا۔ کہ یہی حق ہے ؛

علی الصبح بیعت نامے پر دستخط کر کے جناب خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کیا۔ کسی نے کچھ کہا۔ کسی نے کچھ۔ تمام کالج نے طعن وملامت کا نشانہ بنایا۔ میں نے صاف صاف کہدیا۔ کہ قطعہ

من نگویم ایں کہ من زاہل شدم
زانکہ برحق آمدم کامل شدم
شبنم آں حالِ خرامم دیدہ
ہم ببیں امروز چوں فاضل شدم

گھر والوں کو ایک سال تک میرے احمدی ہونے کا علم نہ ہوا۔ آخر جب جون ۱۹۲۹ء میں سکوٹش کے ساتھ ولایت جانے کے لئے انتخاب ہوا۔ تو بھائی صاحب (سرپرست) ملنے کے لئے پشاور تشریف لائے میز پر چند پرچے سلسلہ کے اخباروں کے پڑے تھے۔ ان کو دیکھکر خفا ہوئے۔ چند ایک لڑکوں سے حال دریافت کیا۔ تو سب نے حقیقت بتادی۔ فرمایا سفر پر جانے لگا ہے۔ واپس آنے دو پھر دیکھا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب اکتوبر میں میں واپس آیا۔ تو یک لخت الیا منہ پھیرا۔ کہ گویا میرے ساتھ کچھ تعلق ہی نہیں۔ سال گذرا نہ پیسا بھیجا نہ حال پوچھا۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ خطوط ڈالے جواب ایک کا بھی نہ آیا۔ آخر صبر کر کے جو روپیہ ولایت سے بچا کر لایا تھا۔ اسی پر گذارہ کرنے لگا ؛

جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کو حال معلوم ہوا۔ تو انہوں نے مجھے قادیان بھیجا۔ چنانچہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے میرے دل کو تسکین بخشی ہے۔ اب اگر کوئی آرزو ہے تو یہی ہے۔ کہ خدا اس قدر توفیق بخشے۔ کہ اس سلسلہ عالیہ کی کوئی خدمت سرانجام دے سکوں۔ اور اپنے پیارے خلیفہ کے قدموں پر جان قربان کر دوں۔ میرے سینہ میں جو دل ہے۔ دل میں جو آرزو ہے اور آرزو میں جو رنگ ہے۔ وہ خدا اور اسکے پاک بھیدوں پر روشن ہے ؎

زہے دل کہ صید گشتہ بخدنگِ ابن مریم
کہ بہ تحفہ پردہ باشد بجناب کبریائے

(از کاغذ محمد صادق پشاوری ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء قادیان)

دیانند ی مشن

ویدک دھرم کے بیاہ

از کسے پنہاں نمی داریم راز خود چو شمع
ہرچہ در دل بہت مارا بر زباں جاری دریم

آریہ سماجی حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے عام پبلک میں یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم کے اندر عورتوں کو دوسرے مذہبوں سے زیادہ حقوق عطا کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً عورت کو بیاہ کے متعلق ہر ایک قسم کی آزادی حاصل تھی۔ اور سوئمبر کا طریقہ رائج تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں سوئمبر پر روشنی ڈالوں میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ ہندوستان کے پرانے لوگوں یعنی ہندوؤں کے بیاہ کی اقسام بیان کر دوں۔ تاکہ حقیقت ظاہر ہو جائے۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۸ باب چوتھا :۔

"بیاہ آٹھ قسم کا ہوتا ہے۔ ایک براہم۔ دوسرا دیو۔ تیسرا آرش۔ چوتھا پرجاپت یا نچواں آسر۔ چھٹا گاندھرب۔ ساتواں راکشش اور آٹھواں پیشاچ۔ ان بیاہوں کی تفصیل یہ ہے :۔

(۱) دولہا دلہن دونوں کامل برہمچاری فاضل دھارمک نیک سیرت ہوں۔ یہ براہم بیاہ ہوتا ہے۔

(۲) بڑے یگیہ میں عمدہ طور پر یگیہ کرتے ہوئے داماد کو زیور پہنی ہوئی لڑکی کا دینا دیو۔

(۳) دولہا سے کچھ لیکر دواہ ہونا آرش۔

(۴) دونوں کا بیاہ دھرم کی ترقی کے لئے ہونا پرجاپت ؛

(۵) دولہا اور دلہن کو کچھ دیکر بیاہ کرنا آسر ؛

(۶) بے قاعدہ اور بے موقعہ کسی وجہ سے دولہا دلہن کا فرضی باہم میل ہونا گاندھرب ؛

(۷) لڑائی کر کے جبراً یعنی چھین جھپٹ کر یا فریب سے لڑکی کو حاصل کر نا راکشش یعنی بہادرانہ طور پر بیاہ کرنا ؛

(۸) سوئی ہوئی یا شراب وغیرہ پی کر بیہوش ہوئی ہو۔ یا پاگل لڑکی سے بالجبر ہمبستر ہونا پیشاچ بیاہ کہلاتا ہے"

ان تمام بیاہ کے طریقوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدک تہذیب کے پرانے ٹھیکیداروں کے نزدیک جبراً ہمبستر ہونا۔ یا پاگل لڑکی سے زنا کرنا۔ زبردستی عورتوں کا بھگا کر لے جا کر ازدواجی تعلق قائم کرنا۔ ناجائز طریقوں سے غیر عورتوں کو اپنے پھندے میں پھنسا لینا۔ شراب پلا کر اپنے بس میں لے آنا۔ وغیرہ وغیرہ از روئے ویدک دھرم جائز تھا۔

اب ناظرین فاروق غور کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے پردہ کا رواج ڈال کر مہاشوں پر کیسا خوفناک ظلم کر کے پرانی آریں تہذیب کو زبردست دھکا لگایا ہے۔ اب آپ غور کر سکتے ہیں۔ کہ اگر آریہ سماجی دوست پردہ کی مخالفت نہ کریں۔ تو کیا کریں ؎

ایک وہ دن تھا گذر جاتی تھی شب باتوں میں
اب نہ باتوں میں مزا ہے نہ ملاقاتوں میں

اسی طرح سوامی جی اسی مشہور کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں :۔

"ہے सुरा पान विमोहितः
یعنی اے شراب۔ تو برہما وغیرہ کی بددعا سے بری ہو جا۔ ایک پوشیدہ جگہ میں مرد اور عورتیں اکٹھی ہو کر شراب اور گوشت استعمال کرتے ہیں۔ گرو ہاتھ میں شراب لے کر بولتا ہے۔ بھیرو واہم دشو واہم یعنی میں بھیرو یا شو ہوں۔ پھر کوئی کسی عورت کو کوئی اپنی یا دوسرے کی لڑکی کو۔ کوئی کسی اور کی یا اپنی ماں بہن بہو وغیرہ کو جو وہاں آتی ہیں۔ پکڑ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ"

اگر کسی دوست نے زیادہ تفصیل سے دیکھنا ہو۔ تو وہ کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲ پر ملاحظہ کر سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائیو! اب خود انصاف کرو۔ اور بتاؤ۔ اگر ہمارے مترا اسلام کی مخالفت نہ کریں۔ تو کیا کریں ؎

سفلہ رسوائی سے خوش سیاہی سے جوں نقش نگیں
منہ ہوا کالا بلا سے نام تو روشن ہوا

مجھے اس بات کا از حد افسوس ہے۔ کہ میں نے دیانند گرنتھ مالا کے دونوں حصوں کو پڑھا۔ اور اپنی محنت کو رائیگاں جاتے ہوئے دیکھکر خون جگر پیتا ہوں۔ کہ براہم۔ دیو۔ آرش اور پرجاپت وغیرہ اقسام کے بیاہ کی ایک مثال بھی دستیاب نہ ہو سکی۔ اور یہ شعر زبان پر آگیا ؎

سودا کی بات بھول گئی سوز تجھکو حیف
جو کچھ خدا دکھا دے سو لاچار دیکھنا

سوئمبر یہ ہے۔ کہ لڑکی کا والد کوئی کڑی شرط مقرر کر دیتا تھا۔ اور اعلان کیا جاتا تھا۔ کہ جو کوئی اس شرط کو پورا کریگا۔ وہ لڑکی کو لے جا سکتا ہے۔ اس میں بھائی یا باپ یا گورو یا چچا یا کسی اور رشتہ دار کو ممانعت نہ تھی۔ جو بھی شرط کو پورا کر دے۔ وہ لڑکی کو اپنی زوجیت میں لا سکتا تھا۔ ملاحظہ ہو بھوشیہ پران پرتی سرگ پرب کھنڈ ۴ ادھیائے ۱۸ شلوک ۲۱ تا ۲۸ منتر ۴۹:۔

دو سوئمبر بہت مشہور ہیں۔ ایک مہارانی سیتا جی کا اور دوسرا مہارانی دروپدی جی کا۔ اول الذکر میں یہ شرط رکھی گئی تھی۔ کہ جو آدمی کمان کو چلا سکے گا۔ سیتا جی کا بیاہ اس سے کر دیا جائیگا موخر الذکر میں یہ شرط تھی۔ کہ چکر کے اندر گھومتی ہوئی مچھلی کے عکس کو دیکھکر جو آدمی اس کی آنکھ میں نشانہ لگائیگا۔ اس کے ساتھ دروپدی جی کا بیاہ کیا جائیگا۔

ان دونوں واقعات پر غور کرنے سے ناظرین بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ عورتوں کو انتخاب شوہر کے لئے کہاں تک آزادی تھی۔ اور آریہ سماجی دوست کہاں تک صداقت سے کام لیتے ہیں۔ اگلی صحبت میں انشاء اللہ تعالےٰ بیاہوں کی چند مثالیں ہدیہ ناظرین کرونگا۔ یارب وہ نہ سمجھیں ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھکو زباں اور

ذکر حبیب

یہ ایک لیکچر ہے۔ جو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بالقابہ نے گذشتہ سال بعد مغرب مہمانخانہ قادیان میں دیا تھا۔ افسوس کہ وہ میری نظر سے اوجھل کہیں کاغذات میں مل گیا تھا۔ جو آج اتفاق سے نظر چڑھ گیا۔ چونکہ یہ نصیحت خیز اور نافع لیکچر ہے اس کو ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے
(ایڈیٹر)

میں جو اس وقت بیان کرنے لگا ہوں۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں سے ایک امر ہے۔ آپؑ کی صحبت میں رہ کر جو امور ہم نے سیکھے۔ اور جو دین کے کاموں کے کرنے کے متعلق ہم نے سیکھا۔ اس میں سے ایک یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ سے ایک ایسا گہرا تعلق تھا۔ کہ انقطاع الی اللہ یعنی دنیا سے کٹ کر خدا تعالےٰ کا ہو جانا آپؑ کے ہر کام میں پایا جاتا تھا۔ آپؑ فرمایا کرتے تھے۔ کہ دنیا دارالاسباب ہے۔ اس لئے بیماری کے وقت ڈاکٹر کی تلاش ضروری ہے۔ پھر اسباب کی تلاش لازمی ہے۔ اور پھر چاہیئے کہ اُن اسباب کے ذرائع کو پورا کرے۔ اور پھر باوجود اس کے اس کا بھروسہ اور توکل صرف خدا تعالےٰ پر ہی ہو۔ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جو کہ نہایت باریک ہے۔ اور سوچنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان اسباب مہیا کرتا ہے۔ پھر توکل کے کیا معنی؟ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ بیمار ہوئے حضرت صاحبؑ نے اُن کو اس مکان میں رکھا۔ جس میں کہ آج کل میاں بشیر احمد صاحب رہتے ہیں۔ آپؑ بار بار مولوی صاحبؓ کا حال دریافت کرنے کیلئے جایا کرتے تھے۔ آپؑ ایک دوائی لے گئے۔ اور مولوی صاحبؓ کو پلا دی۔ پھر ایک شخص نے کہا۔ کہ فلاں دوائی مفید ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ ہاں وہ بھی مفید ہے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بنا کر وہ بھی پلا دی۔ ایک طبیب نے عرض کی۔ کہ طب کے لحاظ سے یہ درست نہیں ہے۔ کہ ایک دوائی پر دوسری دوائی پلا دی جائے۔ آپؑ ہنس پڑے اور فرمایا۔ کہ میں کئی دوائیاں یکے بعد دیگرے پلا دیا کرتا ہوں۔ تاکہ جب وہ تندرست ہو جائے تو یہ نہ کہہ سکے۔ کہ فلاں دوائی سے تندرست ہوا ہوں بلکہ یہی نہ سمجھے نکلے۔ کہ خدا تعالےٰ ہی کے فضل سے تندرست ہوا ہوں۔ غرضیکہ آپ کو خدا تعالےٰ پر توکل ہوتا تھا۔ دنیا کے دارالاسباب ہونے کے سبب سے اسباب اختیار کیا کرتے تھے۔ میرے خیال میں یہی سبب ہے۔ اس بات کا کہ آپ کی کئی کتابیں نامکمل رہ گئی ہیں۔ آپؑ ایک کتاب لکھ رہے ہوتے تھے۔ کہ حالات کے بدلنے کے سبب سے دوسری کتاب لکھنی شروع کر دیتے تھے۔ اور پہلی کو چھوڑ دیتے تھے۔ آپؑ کا دھیان صرف اسی طرف لگا ہوتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہی یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ کونسی کتاب مفید ہے۔ حضرت صاحبؑ بہت سی باتیں بھول جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ سناتا ہوں۔ ایک عبد الغفور نامی شخص آریہ ہو گیا۔ اور اس کا نام دھرمپال رکھا گیا۔ آریوں نے اس کے اسلام چھوڑنے پر بہت خوشیاں منائیں۔ اور اس نے ایک کتاب "ترک اسلام" لکھی۔ جس میں اُس نے اسلام کو چھوڑنے کی وجوہات بیان کیں۔ اور اعتراضات کئے۔ مثلاً یہ کہ قرآن شریف میں ہے۔ کہ آسمان ہے۔ اور سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی جگہ رہتا ہے۔ یہ کتاب قادیان بھی پہنچی۔ اور آپؑ کو سنائی گئی۔ آپؑ کو بہت جوش پیدا ہوا۔ آپؑ کی عادت تھی۔ کہ جوش اور غصہ کے وقت گھر کے صحن میں یا مسجد مبارک کی چھت پر ٹہلا کرتے تھے۔ اس وقت آپؑ خوب زور سے ٹہل رہے تھے۔ آپؑ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو اس کتاب کا جواب لکھنے کو ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحبؓ نے خوب مدلل جواب لکھے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ رات کو مجھے یہ مسودہ سنایا جایا کرے۔ سُنانے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ آپ نے اس کو بہت پسند فرمایا۔ وہ کتاب پریس میں دیدی گئی۔ اور چھپ گئی۔ اور بے حد مقبول ہوئی۔ حضرت صاحبؑ نے اس کا نام "نور الدین"

(باقی آئندہ) (خاکسار محمد صادق عفی اللہ عنہ سکرٹری تعلیم درویشی کمیٹی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھا تھا۔ کہ انہوں نے بنائی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ نور سے بھری ہوئی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد عبدالغفور کی آریوں سے ان بن ہوگئی۔ اور اُس نے ان کیخلاف بھی ایک کتاب لکھی۔ ظہر کے وقت ہم مسجد میں بیٹھے۔ باتیں کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی۔ کہ عبدالغفور کا ایسا معاملہ ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ کون سا عبدالغفور؟ میں نے عرض کی کہ جس نے "ترک اسلام" کتاب لکھی تھی آپؑ نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ کسی نے اُس کا جواب دیا تھا یا کہ نہیں؟ میں نے عرض کی۔ کہ مولوی نورالدینؓ صاحب نے جواب لکھا تھا۔ آپؑ نے فرمایا۔ بہت اچھا ہوا۔ کہ مولوی صاحبؓ نے اس کا جواب لکھا۔ پھر آپؑ نے پوچھا۔ کہ کیا وہ کتاب جو مولوی صاحبؓ نے لکھی چھپی ہے۔ یا نہیں؟ میں نے عرض کی۔ کہ وہ بہت عرصہ سے چھپ گئی ہے۔

یہ اتنا بڑا کام تھا۔ جو کہ آپؑ کے ہی حکم سے ہوا پھر بھی آپؑ اس کو بھول گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؑ اسباب تو اختیار کیا کرتے تھے۔ لیکن بھروسہ خدا تعالےٰ پر ہی ہوتا تھا۔ اسی واسطے یاد نہ رہتا تھا۔ کہ آپؑ کا دھیان بھروسہ اسباب پر نہ ہوتا تھا بلکہ خدا تعالےٰ پر ہوتا تھا۔ اور دل اسی کی طرف لگا رہتا تھا۔ یہی بات آپؑ اپنی جماعت کو سکھانا چاہتے تھے۔ "دست بہ کار دل بہ یار" کا نمونہ آپؑ کے ہر کام میں نظر پڑتا تھا۔ آپؑ کو خدا تعالےٰ پر کامل بھروسہ تھا۔ اور اسی سے محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ کو دنیاوی تکالیف زیادہ رنجدہ معلوم نہ ہوتی تھیں صرف اسلام کی اشاعت کا فکر لاحق تھا۔

ایک دفعہ میں آپؑ کے مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ قاضی آل محمدؐ صاحب آئے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا میں آیا اور کہا کہ آپ مجھے بتا دیں میں جا کر حضرت صاحبؑ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ قاضی صاحب نے کہا۔ کہ ایک بڑی خوشخبری ہے جو کہ صرف حضرت صاحبؑ کو سناؤں گا۔ میں نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ مولوی سید محمد احسن شاہ صاحب امروہی نے قاضی آل محمدؐ صاحب کو بھیجا ہے۔ اور وہ کوئی خوشخبری لائے ہیں۔ جو کہ براہ راست آپؑ کو سنانا چاہتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ پوچھکر مجھے بتا دو۔ میرا سننا آپکا سننا ایک ہی بات ہے۔ میں واپس آیا۔ تو قاضی صاحب نے بتایا۔ کہ سید محمد احسن صاحب کا مباحثہ ایک مولوی صاحب سے ہوا۔ سید صاحب نے اسے خوب لتاڑا پچھاڑا اور شکست دی اور بھگا دیا۔ اور بڑے بڑے الفاظ کہے۔ کہ جو مجھے یاد نہیں رہے میں نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں یہ بات عرض کر دی۔ اور بے شک یہ ایک بڑی عمدہ خوش کن خبر تھی۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ میں خیال کر رہا تھا۔ کہ یہ خبر لائے ہونگے کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔ کیا ہی بلند خیال تھا۔ آپؑ کو صرف اشاعت اسلام کی ہی دھن دامنگیر رہتی تھی۔ آپؑ ہی اکیلے وہ شخص ہیں۔ جو کہ اس ۱۳۰۰ سو سال کے عرصہ میں ہوئے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ دوسرے لوگ ایسا کام نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے۔ کہ ہر ایک کا معاملہ وقت کے لحاظ سے علیحدہ ہے۔ آپؑ تمام دنیا میں تبلیغ کر سکتے تھے ایک دفعہ آپؑ نے ایک اشتہار نکالا۔ جس کا انگریزی میں ترجمہ ہوگیا۔ اور یورپ کے تمام پادریوں کو پہنچ گیا۔ کہ اگر تم سچے ہو۔ تو بالمقابل آؤ۔ تمام مذاہب اپنی آپ کو سچا کہتے ہیں۔ اور عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔ لیکن انسان عقلی دلائل کو کہاں تک دیکھتا رہتا ہے۔ اصل دلیل تو وہی ہے۔ جو کہ انسان کو خدا تعالےٰ نے خود بتائی ہو۔ بے شک ایک مولوی فقہ سے ایک بہت عمدہ بات نکال سکتا ہے۔ لیکن کیا اس کو وہ تسلی تشفی حاصل ہو سکتی ہے۔ جو کہ ہم کو حاصل ہوئی۔ اور جو ہم کو فقہ حاصل ہوئی۔ جن دنوں میں امریکہ میں تھا۔ ایک روز ایک گلی سے گذر رہا تھا۔ کہ ایک چھوٹی لڑکی نے مجھے پکڑ لیا۔ اور کہنے لگی کہ میری دادی یا نانی جان آپ کو بلاتی ہیں۔ (انگریزی میں ایک ہی لفظ ہے۔ جس کے معنے دادی اور نانی دونوں کے ہوتے ہیں) میں پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ پر اُن کے گھر گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک بوڑھی عورت ایک آرام کرسی پر بیٹھی ہے۔ اور میری خاطر بمشکل اٹھی اس کے بیٹے پوتے پڑپوتے اس کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ اس بڑھیا نے مجھ سے کہا۔ کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے۔ مجھے سچے مذہب کی جستجو رہی ہے۔ میں گرجوں میں جاتی رہی ہوں۔ اور کبھی کسی مذہب میں ایک سال اور کسی میں دو سال تک رہی ہوں۔ لیکن بے فائدہ۔ آخر میری شادی ہوگئی۔ اور میں بوڑھی ہوگئی۔ لیکن میری جستجو ویسی ہی رہی دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ میں بہت مایوس ہوگئی۔ میں رات کو اٹھی۔ اور بہت عاجزی سے دعا کی۔ کہ اے خدا تعالےٰ کیا دنیا میں کوئی بھی سچا دین نہیں ہے۔ آخر میری جستجو بے فائدہ ہے۔ میں ایک بوڑھی عورت ہوں۔ اتنی طاقت نہیں۔ کہ تمام دنیا کے مذاہب کی کتابیں پڑھکر کوئی نتیجہ نکالوں۔ اے خدا تعالےٰ میں کمزور ہوں۔ تو میری مدد کر۔ کئی رات تک میں متواتر دعا کرتی رہی۔ ایک دفعہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہو کر کشف کی سی حالت واقع ہوئی۔ میں کیا دیکھتی ہوں۔ کہ میری یہ کوٹھڑی بالکل روشن ہوگئی ہے اور ایک فرشتہ آیا ہے۔ اور مجھے کہتا ہے۔ کہ دیکھ اس کھڑکی سے دیکھو۔ میں آگے بڑھے اور دیکھا۔ اس نے کہا۔ کہ دیکھ وہ آدمی گلی میں سے جا رہا ہے یہ شخص عنقریب یہاں آئے گا۔ اور تم اس کو مان لینا۔ اس کا مذہب سچا مذہب ہوگا۔ اس نے کہا۔ کہ اس کے بعد میں بیدار ہوگئی۔ میں گھنٹوں اس کھڑکی کے پاس کھڑی رہتی تھی۔ اب اس خواب کے دو سال کے گذرنے کے بعد میں بالکل مایوس ہو چکی تھی۔ اور سمجھتی تھی۔ کہ وہ میرا خواب میرا تخیل تھا آج بھی میں خوش قسمتی سے بیٹھی تھی۔ کہ آپ کو دیکھ پایا وہی داڑھی وہی پگڑی سب کچھ وہی ہے۔ میرا مذہب وہی ہے۔ جو کہ آپ کا مذہب ہے۔ اگر میں اس وقت مر جاؤں۔ تو آپ خدا تعالےٰ کے نزدیک میرے گواہ رہیں۔ کہ میں نے آپ کا مذہب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبول کر لیا ہے۔ پھر اس کو میں نے کلمہ پڑھایا۔ اور اس کے دوسرے رشتہ دار بھی مسلمان ہو گئے۔ وہ اطمینان وہ یقین اور وہ ایمان جو اس بڑھیا کو حاصل ہوا۔ ایک عالم کو فلسفہ اور منطق سے کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات کو پورا ہوتے دیکھا۔ رات کی بات دن کو اور دن کی بات رات کو پوری ہو جایا کرتی تھی۔ یہ ایمان اور یقین جو کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم کو حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل سے ملا ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیئے۔

(مرتبہ صلاح الدین متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

مرغی انڈے کی تجارت

(۱)

ہمارے ملک کے بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو کہ مرغیوں کے رکھ رکھاؤ کے کام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور عام طور پر یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ کیا خاکروبوں کا سا کام پکڑ رکھا ہے۔ بہتر ہے کہ اس گندے کام سے کنارہ کیا جائے۔ ایسے خیالات کے اشخاص کو یہ جاننا چاہیئے۔ کہ جس کام کو وہ حقیر اور گندہ خیال کرتے ہیں۔ اسی کام کی تجارت میں امریکہ جو دولت کے لحاظ سے آج دنیا میں اوّل شمار کیا جاتا ہے پینتالیس کروڑ روپیہ سالانہ حاصل کرتا ہے۔ اہل امریکہ وائٹ لیگہارن نسل کی مرغیاں پالتے ہیں۔ جو سال میں تین سو سے تین سو پینسٹھ تک انڈے دیتی ہیں۔ آج کل امریکہ میں مرغیوں کے رکھ رکھاؤ کا کام بہت زوروں پر ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کام کو اپنا ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ اور اپنی زندگی کے دن بڑی راحت سے بسر کر رہے ہیں۔

ہمارے ملک کے غریب دیہاتیوں کو اہل امریکہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کس قدر روپیہ صرف مرغیوں کی تجارت کی بدولت ہی آرام سے بیٹھے بٹھائے بٹور لیتے ہیں۔ اگر ہمارے ملک کے دیہاتی بھی عمدہ نسل کی مرغیاں رکھنی شروع کر دیں۔ تو ان کی آمدنی بھی بڑھ سکتی ہے۔ اور ہندوستان میں جو نامراد مرض مفلسی کا پھیلا ہوا ہے۔ اور دن بدن حد سے تجاوز کرتا جا رہا ہے کافی حد تک رُک سکتا ہے۔ اس کے متعلق اسی پرچہ کے صفحہ ۲ پر ایک مفید مضمون ہم نے نقل کیا ہے۔ اس کو پڑھو

پرتاب کی سیہودہ تعلّی

لاہور کا ایک روزانہ اخبار پرتاب جس کی گورنمنٹ نے حال میں پانچ ہزار روپے کی ضمانت ضبط کر لی ہے اور اب دوبارہ اس سے مزید خطیر رقم ضمانت طلب کی ہے کہتا ہے۔ کہ اگر یزدان کا تمام عمر غلام رہنا منظور ہے۔ مگر ہم کو مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنا منظور نہیں۔ اس بیچارے سے کوئی پوچھے کہ تم انگریزوں کی غلامی سے ابھی باہر ہوئے ہی کب ہو۔ تم تو کئی نسلوں سے انگریزوں کی غلامی میں ہو۔ اور تمہارے بڑے لاکھ کوشش کر رہے ہیں۔ مگر کسی طرح بھی انگریزوں کی غلامی سے ..... نکل نہ سکے۔ یہ ادعا کرنا تو اس شخص کو مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو واقعی آزاد ہو۔ اور اپنی آزادی اور غلامی اس کے جبطۂ امکان میں ہو۔ اور دونوں میں سے جس کو چاہیے۔ پسند کر لے۔ لیکن تم کو تو ابھی یہ اختیار ہی نہیں ہے۔ تم تو بازو۔ اور پر بند ہے۔ انگریزوں کے غلام ہو۔ تم کو یہ فخریہ کلمے کہنا کب مناسب ہیں۔ انسان کو اپنی حیثیت ضرور پہچاننی چاہیئے

اے ایاز قدر خود بشناس

بعض ایڈیٹران اخبار ایک یا دو آنے کی قلم دوات کے مالک ہو کر خدا جانے اپنے آپ کو کیا فرعون بے سامان سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ واقعات پر غور کئے بغیر جو چاہا سو لکھ دیا۔ ایسی ہی ان کی وقعت ہے۔ بیچارے ایڈیٹر پرتاب کو معلوم نہیں۔ کہ تم تو بیچارے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا ہو۔ تم کیا مسلمانوں کے حقوق تسلیم نہ کرو گے۔ تمہارے بڑے بڑوں نے میثاق لکھنؤ میں مسلمانوں کے حقوق تسلیم کئے۔ نہ صرف تسلیم کئے۔ بلکہ مسلمانوں کو اکثر صوبوں میں اُن کی آبادی سے زائد حقوق دینے منظور کر لئے۔ اور تمہاری کانگریس کے بہت بڑے لیڈر مسٹر سی آر داس آنجہانی نے انصافاً مسلمانوں کے حقوق کو ہمیشہ تسلیم کرنے پر زور دیا ہمارا ایڈیٹر پرتاپ اب تم سمجھ لو۔ کہ ان بڑے بڑے ہندو لیڈروں کے مقابلہ میں تمہاری رائے کو کیا وقعت حاصل ہے۔ اور یہ بھی خوب سمجھ لو۔ کہ مسلمانوں کے شامل کئے بغیر تمہارے بڑے بڑوں کے مطالبے برٹش حکومت کبھی بھی منظور نہیں کریگی۔ اس بات کو یاد رکھنا۔ مسلمانوں نے اپنے حقوق خود برٹش گورنمنٹ سے تسلیم کرا لئے ہیں۔ اور اب آئندہ بھی برٹش گورنمنٹ نہایت خوشی خاطر سے لازماً ...

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)

شربتِ فولاد

۶۰ خوراک قیمت تین روپے — محصول آٹھ آنہ

عورتوں کیلئے — اعلیٰ قسم فولاد اور دیگر قیمتی ادویہ کا تجربہ کار ڈاکٹروں کے مشورہ سے کیمیائی طریق پر بنایا ہوا مفید مرکب ہے ؛

شربتِ فولاد — تندرست اور مضبوط بچہ پیدا کرتا ہے ماں کا دودھ بڑھا کر بچے کو غیر دودھ سے محفوظ رکھتا ہے ؛

شربتِ فولاد — مرض اٹھا سے نجات دلا کر مایوس ماں کی گود بھر دیتا ہے ؛

شربتِ فولاد — ناطاقتی دور کر کے چہرہ پر سُرخی لاتا اور کمی و بیشی حیض کو درست کرتا ہے ؛

شربتِ فولاد — ہسٹیریا کا تیر بہدف علاج تسلیم کیا گیا ہے ؛

تیار کردہ فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)